رئیس احمد جعفری

امام مالکؒ کے حالات و سوانح

ولادت و نسب

مدینۂ منورہ کے شمال میں ۳۲ فرسخ کے فاصلہ پر ایک مقام ہے "ذو المروہ" یہ بڑی سرسبز و شاداب جگہ ہے۔ یہاں چشمے ہیں، کھیت ہیں، باغات ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی ریگ زار کے بیچوں بیچ کوئی نخلستان ابھر آیا ہے۔ پہلی صدی ہجری کے آخری سال میں ایک ایسے دن جسے زمانہ کی تقویم نے محفوظ نہیں رکھا ہے، ایک بچہ پیدا ہوا۔ گیہواں رنگ۔ بڑا سا سر، لمبے لمبے کان ——— یہ تھا مالک بن انس۔ ہر روز نہ جانے کتنے بچے ہر شہر میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جب تک کوئی خاص وجہ نہ ہو ان کی تاریخ دیوم اور وقت ولادت کون یاد رکھتا ہے؟ یہ بھی ایک معمولی بچہ تھا جس کے بارے میں ولادت کے وقت ضروری تفصیلات کسی نے یاد نہ رکھیں۔ لیکن جب وہ بڑا آدمی بن گیا تو ان تفصیلات کی جستجو ہوئی۔ چنانچہ سالِ ولادت تک اختلاف سے نہ بچ سکا۔ کوئی ۹۰ ہجری بتاتا ہے، کوئی ۹۱، کوئی ۹۳، کوئی ۹۴ یا ۹۵، یا ۹۶ یا ۹۷۔ لیکن سال ولادت کے سلسلہ میں مشہور قول ۹۳ ہے[۱] کوئی دوسرا قول اس سے مرجح نہیں ملتا۔ بلکہ خود امام مالک سے روایت ہے کہ وہ اپنا سال ولادت یہی بتاتے ہیں[۲]۔

---

[۱] قاضی عیاض (ترتیب المدارک)

[۲] ذہبی۔ (طبقات الحفاظ)۔ "یحییٰ بن بکیر کا قول ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ۹۳ھ میں پیدا ہوا۔" (ص ۱۹۸)۔

معلومات ضروریہ

کسی شخص کے احوال وسوانح پر توجہ کرنے کی اس وقت ضرورت ہوتی ہے جب وہ کوئی نمایاں اور ممتاز حیثیت رکھتا ہو۔ خاص طور پر اگر اس کی حیثیت امام کی اور دوسروں کی مقلد کی ہو، تو اور زیادہ اس کے احوال وسوانح کی چھان بین اور تحقیق و تدقیق کی ضرورت ہوتی ہے۔ امام مالک اپنے وقت کے امام اور پیشوا تھے، اور،

"ہر مقلد کے لیے یہ ضروری ہے کہ جس امام کا حلقۂ تقلید اس نے اپنے گلے میں ڈالا ہے اس کے حالات وکوائف، اور سوانح سے پورے طور پر واقف ہو، اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ اپنے امام کے مناقب، شمائل، فضائل، سیرت، کردار، نسب، خاندان، پایۂ علمی، صحت اقوال وگفتار، نام وحسب، کنیت، اور سب سے بڑھ کر یہ اس کے عہد وعصر، شہر، وطن، اور اس کے اصحاب وتلامذہ سے پوری پوری واقفیت نہ رکھتا ہو۔"[1]

پس ضروری ہے کہ آگے بڑھنے سے پہلے ہم امام صاحب کے بارے میں یہ سب معلومات حاصل کر لیں۔

والدۂ محترمہ

بدقسمتی سے امام صاحب کی والدہ کا نام بھی مختلف فیہ ہے۔ ایک روایت کے مطابق ان کا نام عالیہ[2] اور دوسری کے مطابق طلیحہ[3] تھا۔ طلیحہ کے والد کا نام غیر معلوم ہے۔ عالیہ شریک

---

[1] محمد بن محمد مخلوف: (شجرۃ النور الزکیہ فی طبقات المالکیہ) ص ۲، ماخوذ از "کشف الظنون"۔

[2] ملاحظہ ہو "ترتیب المدارک" ج ۱، ص ۱۶۔ نیز سیوطی کی "تزئین الممالک" ص ۴۔ نیز "الدیباج المذہب" مطبوعۂ مصر، ص ۱۷۔

[3] طلیحہ، طلحہ کی تصغیر ہے۔

بن عبدالرحمٰن ابن شریک کی صاحبزادی تھیں۔ بہرحال امام صاحب کی والدہ اگر بنت شریک تھیں تو قحطانیہ تھیں۔ ان کے والد شریک کے حالات تاریخی جستجو کے باوجود بہم نہ ہو سکے۔ اور اگر وہ طلیحہ تھیں تو بھی ناواقفیت کا پردہ بدستور حائل رہے گا۔ کیونکہ ان کے بارے میں جو کچھ معلوم ہے صرف یہ ہے کہ وہ ایک آزاد کردہ باندی تھیں۔ لیکن کس کی؟ یہ نہیں معلوم۔ لیکن ایک بات بہرحال ثابت شدہ ہے، یعنی یہ کہ امام صاحب کی والدہ دل سے یہ چاہتی تھیں کہ ان کا بیٹا عالم و فاضل بنے۔ وہ علم و فضل کی قدر شناس تھیں۔ علما کے درجہ اور مرتبت سے واقف تھیں۔ اپنے ہونہار اور نوعمر بچّہ کو طلب علم پر بار بار اکساتی رہتی تھیں، جس کی ضروری تفصیل آگے آئے گی۔

والد محترم

امام صاحب کے والد کا نام نامی انس تھا۔ یہ چار بھائی تھے۔

۱۔ اویس

۲۔ نافع ابوسہیل

۳۔ ربیع ابومالک

۴۔ انس بن مالک بن ابی عامر

انس چاروں بھائیوں میں سب سے بڑے تھے [۱]۔

انس کے حالات بھی پورے طور پر نہیں معلوم ہوتے۔ نہ ان کے پیشہ کے بارے میں قطعیت کے ساتھ کوئی روایت ملتی ہے [۲]۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان چاروں بھائیوں نے اپنے والد مالک بن ابی عامر [۳] سے روایت کی ہے۔ خود انس کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ مالک نے ان سے

---

[۱] ابن اثیر (الکامل) ج ۶، ص ۱۷، مطبوعہ مصر، نیز "ترتیب المدارک" ج ۱، ص ۱۲

[۲] ابن اثیر، ج ۶، ص ۱۷

[۳] قاضی عیاض (ترتیب المدارک) ج ۱، ص ۱۲

اور انھوں نے اپنے والد ابو عامر سے اور انھوں نے حضرت عمرؓ سے حدیث غسل و لباس کی روایت کی ہے [۱]۔ یہ انس حرب [۲] کے باشندے تھے اور تیر بنانے کا کام کیا کرتے تھے [۳]
یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امام مالک نے اپنے والد سے جو حدیث روایت کی ہے وہ ایک دوسری حدیث ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے [۴]

بہرحال ان اقوال مختلفہ سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ امام صاحب کے والد اگر راوی ہیں بھی تو صرف ایک ہی حدیث کے۔ ان کا شمار بہرحال اصحاب حدیث میں نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث کے بعد فقہ کی باری آتی ہے۔ مقدسی حنبلی (م ۱۱۰۰ھ) کہتے ہیں:

"امام مالک کے والد انس فقیہہ تھے" [۵]۔

---

[۱] قاضی عیاض نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ لیکن مؤطا امام مالک کے "باب الغسل" میں تلاش کے باوجود یہ حدیث مجھے نہیں ملی۔ اسی طرح سیوطی نے "اسعاف المبطا برجال المؤطا" میں امام صاحب کے والد انس کا نام رجال مؤطا کے ذکر میں نہیں لیا ہے۔ [۲] حرب ــــ ایک قصبہ ہے صنعاء (یمن) کے راستہ میں (یاقوت الحموی، ج ۳، ص ۲۴۴، مطبوعۂ مصر)۔ [۳] قاضی عیاض (ترتیب المدارک) ج ۱، ص ۱۶۔ [۴] السیوطی (تزئین الممالک فی مناقب الامام مالک، ص ۴، ۵ ــــ جس حدیث کا ذکر ہے یہ ہے:

"تین چیزیں ہیں جن سے جسم فرحت حاصل کرتا ہے خوشبو، ملائم کپڑا، اور شہد"

آگے چل کر سیوطی نے خطیب کے کلام سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس حدیث کے سوا، انس نے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ [۵] مرعی بن یوسف المقدسی، حنبلی، شافعی: (تنویر لبصائر المقلدین فی مناقب الائمۃ المجتہدین) بارھویں صدی ہجری کا یہ قلمی نسخہ دار الکتب مصریہ (قاہرہ) میں محفوظ ہے۔ ص ۴۱۔

لیکن انس کی طرف فقیہہ ہونے کی نسبت بھی درست نہیں معلوم ہوتی۔ یہ ایک قسم کا سہو قلم ہے۔ یعنی بیٹے کا وصف باپ کی طرف منسوب ہو گیا۔ اور ایسا ہو جاتا ہے۔ مثلاً کہا جائے "انس ابو مالک الفقیہہ" بظاہر یہ وصف ہے تو باپ کا، لیکن حقیقۃً بیٹے (مالک) کا ہے۔

جدّ بزرگوار

امام صاحب کے دادا کا نام مالک بن ابی عامر تھا۔ کنیت ابوانس۔ انہی نے ترک وطن کیا یہ یمن کے رہنے والے تھے۔ لیکن وہاں سے حجاز آئے اور مدینہ میں بود و باش اختیار کرلی [۵۱]۔

یمن کیوں چھوڑا؟ اور حجاز کی سکونت کیوں اختیار کی؟ اس کے بارے میں روایت یہ ہے کہ والی یمن کے ظلم سے تنگ آکر ترک وطن کا فیصلہ کرلیا۔ بنوتیم بن مرّہ کی طرف طبیعت کا رجحان ہوا، انہی سے بھائی چارہ کرلیا، اور انہی کے ساتھ رہنے لگے۔ اس بھائی چارہ کے سلسلہ میں روایت یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن عثمان ابن عبداللہ تیمی اور مالک بن ابوعامر کی ملاقات مکّہ کے راستہ میں ہوئی۔ عبدالرحمٰن نے کہا:

"اے مالک — کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اگر تمھارے علاوہ کوئی دوسرا ہمیں پکارے تو ہم انکار کردیں؟ اور یہ کہ ہمارا اور تمھارا خون ایک ہوجائے؟ ہماری توہین تمھاری توہین بن جائے؟"

مالک نے یہ بات مان لی [۵۲]۔

مالک سے عبدالرحمٰن نے یہ استدعا ان کی شہرت اور تونمندی کی بنا پر کی ہوگی۔ چنانچہ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ مالک نے یہ معاہدہ کرنے سے انکار کردیا، اور کہہ دیا،

"مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔"

ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ بھائی چارہ ابوعامرہ اور عثمان بن عبیداللہ[۵۳] کے مابین ہوا

---

[۵۱] ترتیب المدارک: ۱، ۱۵

[۵۲] ترتیب المدارک، ج ۱، ص ۱۶،

اس موقع پہ بھائی چارہ کے سلسلہ میں مختلف روایات درج ہیں۔

[۵۳] ملاحظہ ہو الزوادی، مناقب، ص ۴۹

تھا۔عبدالرحمٰن بن عثمان سے نہیں۔ نیز یہ کہ یہ واقعہ عہد جاہلیت کا ہے دور اسلام کا نہیں۔ ایک اور روایت میں بتایا گیا ہے کہ فریق دوم عثمان نہیں بلکہ عبداللہ بن جدعان تھے۔ بہرحال اس سلسلہ میں مختلف روایات ہیں، اور کسی کو کسی پر ترجیح دینا آسان نہیں۔

یمن سے ہجرت

بہرحال ایک بات اختلاف سے بالا ہے۔ یہ کہ یہ خاندان یمن سے ہجرت کرکے آیا، اور تیم بن مرہ قرشی کے ساتھ رہنے لگا۔ خواہ اس کی بنیاد بھائی چارہ ہو یا اس خاندان میں شادی [۱] محمد بن اسحٰق صاحب سیرت نے غلط طور پر انھیں موالی [۲] بتایا ہے۔ ابن شہاب زہری کا قول ہے کہ یہ امام مالک کا خاندان تیمیین کا موالی تھا۔ لیکن مالک اس قول سے انکار کرتے ہیں۔ وہ ابن شہاب اور ابن اسحٰق دونوں کے اس قول سے برہم ہیں، اور اس کی تردید کرتے ہیں جس کی تفصیل آئندہ اپنے موقع پر آئے گی۔

بہرحال یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ امام مالک کا خاندان یمنی اور خالص عرب ہے، صحیح النسب بھی۔ قریش کے ساتھ جس کا رشتۂ ولا تھا۔ لہذا بجا طور پر کہا جا سکتا ہے۔ ایک عرب تھے شریف، کریم [۳]۔

ایک ضروری تحقیق

گزشتہ صفحات میں امام مالک کی والدہ کے بارے میں ہم یہ قول نقل کر چکے ہیں کہ وہ مولاۃ (آزاد کردہ باندی) تھیں۔ ایک روایت کے مطابق عثمان بن عبیداللہ کی، جو عبدالرحمٰن کے

---

[۱] الزوادی۔

[۲] ابن عبدالبر: (الانتقاء) ص ۱۱

قاضی عیاض: (ترتیب المدارک)

[۳] ایضاً

والد تھے، جنھوں نے ابو عامر (امام مالک کے دادا) سے بھائی چارہ کیا تھا۔ لہذا ہو سکتا ہے کہ اس خاندان کی ولاء قریش، سسرالی رشتہ کی یعنی امام مالک کی والدہ کی تابع ہو[۵۱]۔ ایک اور روایت کے مطابق امام صاحب کی والدہ عبید اللہ بن معمر کی مولاۃ تھیں جو تیم بن مرّہ قرشی کے ایک فرد تھے[۵۲]۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو لوگ امام صاحب کی والدہ کو مولاۃ قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک یہ ولا کس قسم کی ہے؟ آیا ولاء موالات، یا ولاء عتاق؟ نیز یہ کہ امام صاحب کی والدہ بطور خود باندی تھیں؟ یا ان کے ماں باپ یا دادا دادی میں سے کوئی غلام تھا؟ اگر یہ ولاء، ولاءِ موالات تھی تو آیا یہ شوہر کے ہاں آنے کے بعد بھی جاری رہی؟ اس سلسلہ میں روایات اس درجہ مختلف اور متضاد ہیں کہ کسی صحیح رائے اور نتیجہ تک پہنچنا آسان نہیں ہے۔ نہ یہ بات متعین ہو سکتی ہے کہ آیا وہ ایک عربی نژاد خاتون تھیں؟ یا غیر عرب خاندان کی ایک فرد تھیں؟ یہ بھی نہیں معلوم ان کے والد ماجد کا اسم گرامی کیا تھا؟ کیونکہ روایات کا اختلاف واضطراب اس سلسلہ میں بہت زیادہ ہے[۵۳]۔

مالک بن ابی عامر

امام صاحب کے دادا مالک بن ابی عامر کے ذکر کے سلسلہ میں امام صاحب کے والد اور والدہ کے بارے میں ہمیں کافی معلومات حاصل ہو چکے ہیں۔

ابو انس، یعنی مالک بن ابی عامر کے بارے میں روایت ہے کہ ان کا شمار کبار تابعین اور

---

۵۱ ترتیب المدارک

۵۲ الاصابہ، ج ۴ ص ۲۰۰

۵۳ قاضی ابو عبد اللہ التستری المالکی نے اس بحث پر کافی طویل گفتگو کی ہے۔ نیز دوسرے اصحاب نے بھی کافی قلم فرسائی کی ہے۔

جیّد علماء میں ہوتا تھا۔ انھوں نے متعدد صحابہ سے روایت حدیث کی تھی۔ چنانچہ اپنے پوتنے (امام مالک) کا مصدر اور سرچشمۂ علم وہی ہیں لہ رجال مؤطا میں بھی ان کا ذکر ہے۔ نسائی نے ان کو ثقہ مانا ہے ٹہ۔ ابوعامر کی طرف ایسے کارنامے منسوب ہیں جن میں سے بعض کی تائید صفحات تاریخ سے ہوتی ہے۔ بعض کی نہیں۔ کہا جاتا ہے یہ ان چار آدمیوں میں سے ایک تھے۔ جنھوں نے حضرت عثمانؓ کی لاش ان کے حادثۂ قتل کے بعد رات کے وقت اٹھا کر دفن کی تھی۔ طبری نے بھی اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے سٓہ اور اسی خاندان کے ایک فرد سے یہ روایت لی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی روایتیں ابوعامر کے سلسلہ میں ہیں۔ مثلاً یہ کہ حضرت عثمان بن عفان کے عہد خلافت میں انھیں افریقہ کی جنگ میں بھیجا گیا تھا۔ اور یہ کہ اس معرکہ میں انھوں نے فتح حاصل کی۔ لیکن اس روایت کی تائید تاریخ سے نہیں ہوتی۔ کیونکہ عہد عثمانی میں جن لوگوں نے یہ معرکہ سر کیا ان کے نام تاریخ میں معروف و محفوظ ہیں۔ ابوعامر کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے جمع مصاحف کا کام شروع کیا تو انھوں نے بھی اس میں حصہ لیا، اور مصاحف کی کتابت کی ٤ہ۔ اس روایت کی تائید خود امام مالک کے اس بیان سے ہوتی ہے کہ

> "میرے دادا حضرت عثمانؓ کے زمانہ کے ایک قاری تھے، اور مصاحف کی کتابت کیا کرتے تھے۔"

لہ السیوطی: (اسعاف المبطاء) ص ۲۱۱
تزئین الممالک ص ۴
ترتیب المدارک ۱، ۱۶،

ٹہ الخزرجی: (تذہیب الکمال فی اسماء الرجال)

سٓہ تاریخ الامم والملوک: ۵/ ۱۴۴

٤ہ ترتیب المدارک، ج ۱، ص ۱۶، نیز اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو "الدیباج المذہب"

ایک اور موقع پر ان کے بارے میں امام مالک کا قول ہے کہ ان کے دادا مالک کا تبوں کو املا کرایا کرتے تھے لہ۔

ترک وطن کا سبب

ایک اور بات بھی حل نہیں ہو پاتی۔ یعنی یہ کہ یہ ابو عامر یمن سے حجاز کس زمانہ میں تشریف لائے؟ اس سلسلہ میں جو روایت ہمارے علم میں ہے وہ صرف یہ ہے کہ "مالک بن ابی عامر والی یمن کے ظلم سے تنگ آکر ترک وطن پر مجبور ہو گئے تھے ۲ھ۔ لیکن یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ والی کون تھا؟ اس کا نام کیا تھا؟ یہ معلوم ہو جاتا تو آسانی سے پتہ چل سکتا تھا کہ وہ مدینہ میں کب آئے تھے؟ کم از کم یہ تعیین تو آسانی سے ہو سکتی تھی کہ قریب قریب وہ زمانہ کون سا تھا، جب وہ یمن سے مدینہ تشریف لائے تھے؟

ایک دوسرا اضطراب جس میں ہم مبتلا ہیں یہ ہے کہ ان کے سنہ وفات کی تحدید و تعیین بھی ایک امر دشوار ہے۔ سیوطی کے نزدیک ان کی وفات ۷۴ھ میں ہوئی ۳ھ ابن خزرجی ۹۴ھ بتاتے ہیں ۴ھ۔ عبدالبر کے خیال میں ۱۰۰ھ کے لگ بھگ وہ اس دنیا سے سدھارے ۵ھ

لہ "المصاحف" لابی بکر عبداللہ بن ابی داؤد السجستانی ص ۲۶ و ۲۱، مطبوعہ مصر ——— اس کتاب میں امام مالک کے دادا کا نام مالک بن انس لکھا ہے جو غلط ہے۔ اس غلطی کی تصحیح ناشر نے نہیں کی۔

۲ھ ابن عبدالبر "الانتقاء" ص ۱۲

۳ھ اسعاف المبطاء، ص ۲۱۲

نیز ابن العماد حنبلی نے بھی اپنے "وفیات" میں ۷۴ھ لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو "شذرات الذہب" ج ۱، ص ۸۲۔

۴ھ خلاصہ "تذہیب الکمال" ص ۳۱۴

۵ھ "تجرید التمہید" کما فی الموطا من الاسانید ص ۱۸۴

قاضی عیاض کی رائے میں سال وفات ۱۱۲ھ ہے۔ ابن فرحون نے "الدیباج المذہب" میں بھی اسی کی تائید کی ہے۔

ان روایات مختلفہ میں سے کسی کو ترجیح دینا مشکل ہے۔ البتہ کچھ اندازہ جو اس سلسلہ میں لگایا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز جن کا عہد خلافت ۹۹ھ سے ۱۰۱ھ تک ہے ابوانس سے صلاح و مشورہ کیا کرتے تھے [۵۲]۔

ابوعامر

ابوعامر یعنی امام صاحب کے والد کے دادا کے دو نام لیے جاتے ہیں۔ ایک تو "عمر" سیوطی نے بھی یہی لکھا ہے [۵۳]۔ لیکن ابن خلدون نے قوسین میں ان کا نام 'نافع' درج کیا ہے [۵۴] لیکن میں ان دونوں میں سے کسی نام سے بھی مطمئن نہیں ہوں۔ اس لیے کہ کتب صحابہ و رجال میں ابو عامر کا ابوعامر ہی کے نام سے ذکر ملتا ہے۔ ان کے والد کا نام عمرو تھا، 'عمر' شاید اسی خلط ملط کا نتیجہ ہے۔ 'نافع' ان کے پوتے کا نام تھا۔ لہذا ابن خلدون نے اسی مغالطہ میں ان کا نام نافع لکھ دیا۔

ابوعامر کے صحابی رسولؐ ہونے یا نہ ہونے میں بھی اختلاف ہے۔ ایک روایت تو یہ ہے کہ انھوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام مغازی میں حصہ لیا، سوا غزوۂ بدر کے [۵۵] اور

---

۵۱ "الترتیب" ج ۱، ص ۱۶

۵۲ "الدیباج المذہب" مطبوعۂ مصر، ص ۱۸

۵۳ "تزئین الممالک" ص ۴

۵۴ "التاریخ" ج ۲، ص ۱۴

۵۵ "الدیباج" ص ۱۷، مطبوعۂ مصر
نیز "التنویر" (مقدسی) ص ۷،
نیز "ترتیب المدارک" ج ۱، ص ۱۶

ایک دوسری روایت انھی کے بارے میں یہ ہے کہ سرے سے انھوں نے کسی غزوہ میں آنحضرتؐ کے ساتھ حصہ نہیں لیا۔ نہ آنحضرتؐ کے شرف صحبت سے مشرف ہوئے [۵]۔

بہرحال یہ خاندان ابوعامر کے بیٹے مالک بن ابی عامر کے زمانہ میں یمن سے حجاز میں منتقل ہوا۔ اس زمانہ میں اسلام کی دعوت شروع ہو چکی تھی۔ لہذا یہ ماننا پڑے گا کہ ابوعامر آنحضرتؐ کے زمانہ میں موجود تھے۔ لیکن نہ انھوں نے کبھی آپؐ کی زیارت کی، نہ آپؐ کی صحبت میں حاضر ہونے کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

عثمان ابن جثیل

ابوعامر کے والد کا نام عثمان ابن جثیل بن عمرو ابن الحارث تھا، جو "ذو اصبح" کے نام سے مشہور تھے۔ . . . .

---

[۵] ابن حجر: الاصابہ، ج ۷، ص ۱۴۱

ابن حجر ابوعامر کو "مخضرمین" میں شمار کرتے ہیں جن لوگوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانے دیکھے۔ لیکن نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت سے مشرف ہوئے، نہ آپؐ کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے۔ وہ اصطلاح میں "مخضرمین" کہلاتے ہیں، اور اس امر پر اتفاق ہے کہ ان حضرات کا شمار صحابہ میں نہیں ہو سکتا۔

ابن حجر نے اس موقع پر ذہبی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ

"ابوعامر کا شمار میں نے صحابہ میں نہیں پایا!"

ابن قتیبہ (المعارف ص ۱۹۳ مطبوعہ مصر) کہتے ہیں "ابوعامر مخضرم تھے۔ انھوں نے اسلام کا زمانہ پایا، لیکن مسلمان رسول اللہؐ کی وفات کے بعد ہوئے۔"

"التزیین" ص ۴ اور "تنویر الحوالک" میں ابوعامر کی صحابیت کے بارے میں جو قول ہے وہ غیر مستند ہے۔

ان کے نسب میں گو اختلاف ہو [1]، لیکن ان کے یمنی [2] ہونے میں کوئی اختلاف نہیں [3]۔

اس مختصر مضمون میں ہم نے امام مالک کے اجداد تک کے حالات کھنگال لیے۔ امام صاحب کی زندگی میں اس خاندان کے موروثی عادات و خصائل کی جھلک نظر آتی ہے۔

اگلی فرصت میں ہم اس قحطانی اور قرشی شخصیت (امام مالک) کے حالات پر تفصیل سے گفتگو کریں گے۔

---

[1] الترتیب، ج ۱، ص ۱۶

[2] الدیباج، ص ۱۷

[3] ابن خلکان "وفیات الاعیان" ج ۱، ص ۵۵۵